جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

خرم مرادؒ

خان یاسر

امی، ابّی اور دادا کے نام

جن سے میں نے سیکھا کہ
عظیم شخصیات
آسمان سے نہیں اترتیں
بلکہ
زمین پر پیدا ہوتی ہیں،
زمین سے وابستہ ہوتی ہیں؛
اور یہ کہ
ہر بچہ
اگر 'چاہے'
تو 'بڑا' آدمی بن سکتا ہے...

خرم مرادؒ

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونوں پہلوؤں میں دلِ بے قرار ہوتا

”آپ کی نگاہ اپنی مقبولیت پر ہو نہ جماعت کی، نہ دونوں پر ہو، نہ دنیا میں کامیابی پر؛ یہاں تک کہ اس پر بھی نہ ہو کہ آپ کے ہاتھوں لوگوں کی اصلاح ضرور ہی ہو جائے، ظلم کا ازالہ ہو جائے یا دینی لہر پیدا ہو جائے۔ اگرچہ دولت ہدایت عام ہو جانے اور فتح و نصرت نصیب ہونے کا محبوب ہونا عین مطلوب ہے، مگر جب تک آپ کے پیش نظر صرف اپنے رب کے سامنے معذرت کا سامان کرنا اور اس کے غضب سے بچ کر اس کا انعام حاصل کر لینا نہ ہو، نہ آپ کی کوششیں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوں گی نہ آپ اس کٹھن کام کے لیے ہر مایوسی سے بچتے ہوئے مسلسل محنت کر سکیں گے اور نہ آپ کو خلافت ارضی نصیب ہو گی۔ ایک دفعہ آپ اس طرح حنیف بن جائیں کہ ہر ڈوبنے والی چیز کی محبت سے منہ موڑ کر اپنا رخ صرف اللہ کی طرف کر لیں اور اس میں کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر آپ اپنی اصلاح خلق کی کوششوں میں برکتوں کا نظارہ خود دیکھ لیں گے۔[۴۴]“

(خرم مراد)

خرم مراد

پیدائش اور بچپن: خرم جاہ مراد 3 نومبر 1932 کو بھوپال کے قصبہ رائے سین میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے تنہائی پسندی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، بہت زیادہ میل جول بالکل پسند نہ تھا۔ بیکار شور شرابے اور آوارہ گردی سے تو خصوصی انقباض تھا۔ گھر کی دینی فضا میں انھوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ قلبی طور پر آپ تحریک سے بچپن ہی میں وابستہ ہو گئے تھے۔ اس وابستگی کا پہلا ذریعہ ان کی والدہ اور بہنیں بنیں جو آغاز سے ہی جماعت اسلامی کی رکن بن گئیں تھیں۔ خرم مراد جب آٹھ نو سال کے تھے کہ جماعت اسلامی کو لے کر گھر کی مکدر فضا کو صاف محسوس کرتے تھے۔ دراصل ان کے والد کو گھر کی عورتوں کا مرکز جماعت پٹھانکوٹ سے خط و کتابت کرنا بالکل پسند نہیں تھا، لہذا انھوں نے مرکز سے ان تعلقات پر پابندی عائد کر دی۔ ننھے خرم مراد جو دل سے اپنی امی اور آپا کے ساتھ تھے انھیں یہ یقین دلا کر ڈھارس بندھانے کی کوشش کی کہ ''میں جب بڑا ہو جاؤں گا تو جماعت اسلامی کا کام کروں گا۔'' بچپن میں آپ نے اپنے علاقے کے بچوں کی انجمن نونہالان اسلام کے نام سے ایک تنظیم قائم کی تھی جس کے تحت ایک رجسٹر میں محلے کے تمام بچوں کی پنجوقتہ نمازوں میں حاضری کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔

خرم مراد کے گھر میں متعدد رسالے آتے تھے جن میں مولانا مودودی کی کتابیں اور اور ترجمان القرآن بھی شامل تھا۔ گھر میں بغیر کسی مسلکی تعصب کے ہر طرح کی دینی کتابوں کے مطالعے کا ماحول تھا۔ اس کتابی فضا میں خرم مراد پروان چڑھے۔ بچپن میں تو وہ مطالعے کی طرف بہت زیادہ مائل نہ تھے لیکن کتابوں کی جلد بندی، دیکھ ریکھ اپنی ذاتی لائبریری میں کتابوں کو سلیقے سے رکھنا وغیرہ کے ذریعہ کتابوں کی محبت دل میں رچ بس گئی تھی۔ بچوں کے جو رسائل آتے تھے ان کا چاؤ سے مطالعہ کرتے تھے۔ ابھی مڈل اسکول میں تھے کہ انھیں ناول اور جاسوسی کہانیاں پڑھنے کا شوق ہوا لیکن یہ شوق پاگل

پن کی حدوں کو نہیں پہنچا، اس کا یہ فائدہ البتہ ہوا کہ ان کی زبان میں ادب کی چاشنی پیدا ہوئی؛ الفاظ کا ذخیرہ وسیع ہوا؛ اور بات کو کہنے کا سلیقہ آیا۔ اسی زمانے میں انگلش بہتر کرنے کے لیے آپ نے Times of India کے ادارتی صفحات بغور پڑھنے شروع کیے۔ ابتدا میں سب کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا لیکن دھیرے دھیرے اس محنت کے ثمرات حاصل ہوئے۔

ناظرہ قرآن، گلستاں، بوستاں، دیوان حافظ وغیرہ پڑھنے کے بعد خرم مراد باقاعدہ اسکول کی چھٹی جماعت میں داخل ہوئے۔ میٹرک کے بعد آپ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی تنہائی پسند طبیعت ہاسٹل کا کمرہ دوسرے طلبہ کے ساتھ شیئر کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی اور اسی پر وہ واپس چلے آئے۔ یہیں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے ان پر کافی گہرا اثر چھوڑا۔ دراصل وہاں کے ساتھیوں میں نکو بننے کے خوف سے انھوں نے علی گڑھ کے قیام کے مکمل ایک ہفتے نماز نہیں پڑھی۔ اتنے سالوں کی تربیت اور عبادت جب علی گڑھ کے ایک ہلے میں ڈھ گئی تو خرم مراد کا سارا وجود ہل گیا، انھوں نے سوچنا شروع کیا کہ ایسا کیوں ہوا۔ بالآخر انھیں خطبات میں مولانا مودودی کی اس بات میں جواب ملا کہ روایتی دینداری اور اللہ کے راستے میں تنظیمی جدوجہد کے ذریعہ پیدا ہونے والی دینداری میں اصولی فرق یہ ہے کہ موخرالذکر سخت سے سخت حالات میں بھی قائم رہتی ہے۔

رات کا راھب، دن کا ایکٹوسٹ: آپ نے حمیدیہ کالج بھوپال میں سائنس کے درجے میں داخلہ لے لیا۔ پہلے ہی سال فرسٹ پوزیشن لاکر اسکالرشپ حاصل کی۔ اس اسکالرشپ سے سائیکل خریدی کہ سال بھر پانچ کلومیٹر دور کالج پیدل ہی جانا پڑا تھا۔ اسی زمانے میں جماعت کے ہفتہ وار اجتماعات میں جانا شروع کیا تھا، اور ترجمان القرآن کی پوری فائل پڑھ ڈالی تھی۔

اکتوبر 1948 میں خرم مراد کا خاندان پاکستان ہجرت کر گیا۔ کراچی کے ڈی جے کالج سائنس کے دوسرے سال میں داخلہ لے لیا۔ پاکستان پہنچتے ہی انھیں جماعت سے تعلق بحال کرنے کی فکر ہوئی لیکن ہجرت کی وجہ سے پیدا شدہ خانگی مسائل کی وجہ سے اس میں کچھ وقت لگ گیا۔ یہیں آپ کو ظفر اسحاق انصاری، ضمیر احمد اور خورشید احمد جیسے دوست ملے جن سے اخوت کا رشتہ عمر بھر قائم رہا۔ اسلامی جمعیت طلبہ سے تعلق بھی قائم ہوا۔ ڈی جے کالج کی اسلام مخالف فضا کافی مستحکم تھی لہذا دعوت کا ویسا کام نہیں ہو پاتا تھا جیسا خرم مراد چاہتے تھے لیکن خرم مراد اور ان کے چنندہ ساتھی بند کمرے یا کبھی لان میں بیٹھ کر اجتماع کرلیا کرتے تھے۔ ہجرت، نیا ماحول اور نئے کورس کی وجہ سے انٹر میں آپ کا نتیجہ تھرڈ

ڈویژن رہا۔ اس کے بعد کیا ہو؟ یوں تو خرم مراد کی دلچسپی خالص دینی و شرعی علوم میں تھی اور سائنس و ریاضی کی خشک کتابوں میں ان کا دل ذرا نہ لگتا تھا لیکن گھر والوں کے اصرار پر انھوں نے سول انجینئر نگ میں داخلہ لے لیا۔

کچھ ہی دنوں بعد خرم مراد کو کراچی جمعیت کا ناظم بنا دیا گیا۔ ذمہ داری کے احساس نے خرم مراد کی شخصیت اور ان کی صلاحیتوں میں چار چاند لگا دیے۔ انھوں نے ذمہ داری ملتے ہی جدت یہ کی کہ کراچی کی جمعیت، اس کی افرادی قوت، وسائل، اور حالات کے تعلق سے منصوبہ بنایا۔ اس طرح منصوبہ بند کاموں کا آغاز کیا۔ اسٹڈی سرکل بنائے گئے، تربیت گاہیں قائم کی گئیں، توسیع دعوت کا کام ہوا۔ اس زمانے میں رسمی اجتماعات مختصر ہوتے لیکن غیر رسمی تعلقات استوار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی کہ اسی قسم کا تعلق زیادہ پائیدار ہوتا ہے۔ خرم مراد نے ذہین لڑکوں کو تحریک سے قریب کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی اور اخبار سے میٹرک کے نتائج دیکھ کر چنندہ لڑکوں پر اپنے دعوتی مساعی مرکوز کیے۔ ان کے گھر پہنچ کر انھیں مبارکباد دی، تحریکی لٹریچر دیا، اور اسلامی جمعیت طلبہ کا تعارف کرایا۔ اس طرح بہت ساری ذہین اور قابل شخصیات تحریک اسلامی کے کارواں میں شامل ہوئیں۔

تنہائی پسند خرم مراد نے دھیرے دھیرے تقریر شروع کی۔ پہلے کتابوں سے نقل کر کے لے جاتے اور پڑھ دیتے۔ دھیرے دھیرے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی قدرت پیدا ہوئی اس حد تک کہ 1952 میں اپنے کالج کے بہترین مقرر کا اعزاز حاصل کیا۔ مصر میں اخوان پر ابتلا کا دور تھا لہذا سعید رمضان کراچی میں پناہ گزیں تھے۔ خرم مراد نے ان سے رابطہ کیا اور ان کے ساتھ مل کر کراچی جمعیت نے اجتماعی طور پر قیام اللیل، شب بیداری، نوافل واذکار کا اہتمام کیا اور انھیں اپنی تربیت گاہوں کا ایک جزو لاینفک بنا لیا۔ ان محنتوں سے جمعیت کا کام اتنا بڑھا کہ کہاں ہفتہ وار اجتماع ایک چھوٹے سے کمرے میں ہوا کرتا تھا اور کہاں بڑے بڑے کالجوں کے ہال ناکافی ہونے لگے۔ ڈھائی تین سو کے قریب لڑکے اجتماع میں آنے لگے۔ ہفتہ وار اجتماع میں خرم مراد نے ائمہ ومجددین امت کے عنوان سے ایک سیریز کے تحت کئی تقاریر کیں۔ خرم مراد کو بہت جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ دعوت کا فطری میدان محلہ ہے کالج نہیں، لہذا محلہ جاتی حلقے بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح رہائشی حلقوں میں نظم قائم ہوا۔

1951 میں انہی کی نظامت کے دور میں انگریزی رسالے اسٹوڈنٹس وائس کا اجرا ہوا۔ تحریک اسلامی کی حد تک انگریزی کا یہ پہلا رسالہ تھا۔ اس رسالے نے کئی دقیق بحثیں اٹھائیں اور طلبہ کے لیے

trend setter کا کردار ادا کیا۔ رسالے نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی، اسلامی دستور پر اس کی خصوصی اشاعت دس ہزار تک پہنچی۔ بار ہا ایسا ہوا کہ اسے فروخت کرنے کے لیے خرم مراد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خود اخبار فروش بنے...ٹائی کوٹ اور اچھے لباس میں ملبوس یہ ممتاز اخبار فروش اخبار کے ساتھ ساتھ اسلام کی دعوت پھیلاتے رہے۔ اسی زمانے میں ڈاؤ میڈیکل کالج نے 27 طلبہ کو فیس نہ بھرنے کی وجہ سے امتحان دینے سے روک دیا۔ خرم مراد نے مختلف تاجروں سے مل کر ان بچوں کی فیس کا نظم کیا۔ خدمت خلق اور تحریک کے تعارف کے لیے خرم مراد نے نت نئے طریقوں کے استعمال پر زور دیا مثلاً پرانے امتحانی پرچے چھاپ کر تقسیم کیے، مفت لائبریری کا نظم کیا، فری کوچنگ کلاسس کی ابتدا کی۔ پھر انھوں نے طلبہ کے لیے کی جانے والی ان فلاحی سرگرمیوں کو اسٹوڈنٹس سروس یونٹ بنا کر باقاعدگی کی شکل دے دی اور فنڈس کا مستقل انتظام کر دیا۔ ان تمام کاموں میں بطور صدر یا ذمہ دار یا ناظم، خرم مراد صرف حکم چلانے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ بطور ایک کارکن ان تمام کاموں میں زمینی سطح پر شریک رہتے تھے۔

انجینئر نگ کے پہلے سال کا نتیجہ آیا تو خرم مراد فیل ہو گئے تھے۔ ایسا زندگی میں پہلی بار ہوا تھا، غنیمت یہ تھا کہ سال ضائع نہیں ہوا صرف امتحان دوبارہ دینا تھا۔ خرم مراد کو اپنی ناکامی پر خود افسوس تھا لیکن ان کے خالہ زاد بھائی نے انھیں طعنہ دیا،''اور کرو جمعیت کا کام۔'' اس طعنے نے خرم مراد پر ایک تازیانے کا کام کیا انھوں تحریکی سرگرمیوں میں تو کمی نہ کی البتہ پڑھنے پر اور زیادہ منصوبہ بند طریقے سے دھیان دیا یہاں تک کہ اگلے سال انھوں نے پورے کالج میں ٹاپ کیا۔

نومبر 1951 جمعیت کے چوتھے سالانہ اجتماع میں خرم مراد کو اسلامی جمعیت طلبہ کا ناظم اعلیٰ چن لیا گیا۔ ناظم اعلیٰ منتخب ہونے کے باوجود وہ ایک عام کارکن کی طرح کراچی کے گلی کوچوں میں تحریک کا کام کرتے نظر آتے۔ عمر بھر کوئی منصب یا عہدہ ان کے مقامی اور بنیادی کاموں کی راہ میں حائل نہیں ہو پایا۔ خرم مراد نے بحیثیت ناظم اعلیٰ دستور جمعیت کی تدوین کا کارنامہ انجام دیا اور جمعیت جو قانونی طور پر جماعت سے آزاد ایک تنظیم ہے اسے مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔ انھوں نے مختلف کالجوں کی مختلف سوسائٹیوں کے انتخابات میں حصہ لینے کا منصوبہ بنایا ان کے یہ انتخابی منصوبے خصوصاً کراچی کی سطح پر خاصے کامیاب رہے۔

1953 میں خرم مراد کے آخری سال کے امتحان میں ابھی دو ہفتے باقی تھے کہ 11 مئی کو مولانا مودودی

کو ختم نبوت کا کتابچہ لکھنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا ہوگئی۔ خرم مراد کا معمول تھا کہ سال بھر تندہی کے ساتھ جمعیت کا کام کرتے تھے اور جب امتحانات قریب آتے تو دو مہینے کی رخصت لے کر جم کر پڑھتے تھے اور یوں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوجاتے تھے۔ ایسے موقع پر پڑھنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا لہٰذا آپ نے امتحانات کو چھ مہینے موخر کردینے کا فیصلہ کیا اور احتجاجی مظاہرے اور ہڑتال کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ خرم مراد بسوں میں چڑھتے اور مسافروں کے سامنے اس ظلم پر پانچ دس منٹ کی تقریر کرتے اور مسافروں سے اس ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے کی اپیل کرتے۔ اس ضمن میں انھوں نے مسلم ممالک کے سفیروں سے بھی ملاقاتیں کیں۔ یہ سرگرمیاں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں اور 13 مئی کو پھانسی کی یہ سزا ملکی و بین الاقوامی احتجاج کے پیش نظر عمر قید میں بدل دی گئی۔ خرم مراد نے اسے تائید غیبی سمجھ کر دوبارہ اللہ کا نام لے کر پڑھائی کا آغاز کیا اور امتحان اپنے وقت پر دے ڈالا۔ انھوں نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا۔ جمعیت میں اپنی مدت پوری کرنے کے بعد خرم مراد نے فوراً جماعت اسلامی کے کارکن کی حیثیت سے خود کو رجسٹر کرالیا۔

خرم مراد کی زندگی ایک ایکٹوسٹ خصوصاً ایک طالب علم ایکٹوسٹ کے لیے ایک مثالی زندگی ہے۔ آپ کی تنہائی پسندی آپ کے ایکٹوزم یا باقاعدگی سے انفرادی دعوت پہنچانے کے کام میں کبھی مانع نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ کالج کے ساتھیوں اور اساتذہ کو تحریک کی دعوت پہنچاتے، ان کے ساتھ اہم دینی موضوعات پر گفتگو کرتے۔ آپ باقاعدگی سے سائیکل پر سوار ہوکر دور دور گھروں میں لٹریچر پہنچانے کا کام کرتے۔ آپ کے بستے میں ہر وقت کچھ نہ کچھ دعوتی لٹریچر ضرور ہوتا تھا۔ کالج کیمپس میں چلتے پھرتے، کلاسوں کو جاتے وقت تحریکی لٹریچر ہاتھ میں رکھ لیتے کہ لوگ دیکھیں اور پوچھیں کہ یہ کیا ہے اور یوں گفتگو کی راہ نکلے۔ نوجوانی کے عالم میں ہی تقویٰ کا یہ معیار تھا اور تحریکی شعور اس قدر بالیدہ تھا کہ کراچی کی نظامت کے دوران جب یوں محسوس ہوا کہ برادر خورشید احمد زیادہ قابلیت سے نظم سنبھال سکتے ہیں تو انھوں نے اپنے دینی بھائی کے حق میں کراچی جمعیت کی نظامت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس استعفیٰ کے بعد بھی پوری تندہی سے بطور کارکن کام کرتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے خطابات، اپنے پروگراموں میں تعلق باللہ اور تزکیہ نفس پر زور دیا۔ قرآن سے تعلق، ذکرواذکار اور قبر کی زیارت کو تقویٰ پیدا کرنے کے ذرائع کے طور پر فروغ دیا اور ان کو جمعیت کے کلچر کا ایک حصہ بنا دیا۔ جمعیت بھلے ہی جماعت کی قانونی سرپرستی سے آزاد رہی لیکن خرم مراد کی قیادت میں جمعیت نے الیکشن کی مہمات

سے لے کر احتجاجی مظاہروں اور کھالیں جمع کرنے کے کاموں تک میں جماعت کا بھرپور ساتھ دیا۔ اپنی طالب علمی کے دور میں ہی خرم مراد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیگر مسلم ممالک کے سفارت خانوں میں بھی جاتے تھے اور یوں وہاں کے متعدد ہم خیال لوگوں سے زندگی بھر کے تعلقات قائم ہوئے۔

جنوری 1954 میں خرم مراد نے گیمن پاکستان لمیٹڈ میں ملازمت اختیار کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا۔ مولانا مودودی کی رہائی کے لیے عیدگاہ میں خاموش احتجاج ہو یا مشرقی بنگال میں سیلاب سے متاثر شدہ لوگوں کی مدد کے لیے چندہ اکٹھا کرنا، ہر کام میں خرم مراد پیش پیش رہے اور زمینی سطح پر کام کیا۔ ان کے جماعت سے جڑ جانے پر کراچی میں جمعیت کا کام متاثر ہوا لہذا رہائشی علاقوں میں جمعیت کے کام کو مزید استحکام عطا کرنے کے لیے خرم مراد جماعت کی طرف سے مامور کیے گئے۔ انھوں نے یہ کام 1957 تک بحسن وخوبی انجام دیا۔ 1955 میں انھوں نے ملازمت چھوڑی اور این ای ڈی کالج میں لکچرر ہو گئے۔ گو تنخواہ کم ہوگئی لیکن آپ خوش تھے کہ اس سے تحریکی سرگرمیوں کے لیے وقت زیادہ مل جاتا تھا۔ 8 جون 1956 میں خرم مراد رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

1957 میں اعلیٰ تعلیم کے لیے خرم مراد امریکہ گئے۔ معاشی تنگ حالی کی وجہ سے ایک سال کے اندر اندر انھیں ایم ایس کر کے لوٹنا تھا۔ وہاں پہلے سے موجود اسلامک کلچرل سوسائٹی اور پاکستان اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے پروگراموں میں خرم مراد نے جم کر حصہ لیا اور انھیں نئی بلندیوں پر پہنچایا۔ انھیں انگریزی میں تقریر کی مشق نہیں تھی یہاں اس کی صلاحیت بھی بہم پہنچائی اور ایک بین المذاہب مکالمہ میں اسلام کی نمائندگی بھی کی۔ انفرادی روابط کے ذریعے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ اچھے اخلاق کے ذریعہ متعدد عیسائیوں اور یہودیوں اپنا دوست بنالیا۔

اپریل 1959 میں آپ پاکستان لوٹے اور انجینئرنگ کی ایک مشاورتی کمپنی میں ملازمت کر لی۔ اس کمپنی کو مشرقی بنگال میں بند باندھنے کے دو پروجیکٹ ملے۔ کمپنی کے ذمہ دار نے پوچھا کہ یہ پروجیکٹ کون کرے گا خرم مراد نے ہاتھ اٹھا دیا حلانکہ انھوں نے ہائیڈرالکس (آبی ذخائر پر کام کرنے کا علم) نہیں پڑھا تھا۔ ذمہ دار نے یہ بات جاننے کے باوجود خرم مراد پر بھروسہ کیا اور پروجیکٹ انھیں مل گیا۔ خرم مراد نے دن رات ایک کر کے ہائیڈرالکس پر لاتعداد کتابیں لائبریری سے لے کر پڑھ ڈالیں اور اس علم کی گہرائی تک پہنچے۔ اس کے بعد انھوں نے بڑی محنت سے ایک رپورٹ تیار کی جسے حکومت نے منظور کرلیا۔ پروجیکٹ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جنوری 1960

میں خرم مراد ڈھاکہ منتقل ہو گئے۔

مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش تک: مشرقی پاکستان پہنچ کر خرم مراد نے بڑی تندہی سے کمپنی کے پروجیکٹ پر کام شروع کیا۔ یہ ایک امریکی کمپنی کے ساتھ مشترکہ پروجیکٹ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ شروعاتی دنوں میں اپنے آپ کو پیشہ ورانہ حیثیت سے منوالیا جائے تا کہ آئندہ کمپنی میں رہتے ہوئے تحریکی کام کے سلسلے میں بہت ساری سہولتیں حاصل ہوں۔ سائٹس دیکھنے کے بعد پروجیکٹ کو آخری شکل دینے کے لیے انھیں امریکہ جانا پڑا۔ امریکہ جاتے وقت وہ ہانک کانگ، ٹوکیو اور پھر واپسی کے وقت لندن، جینیوا، استنبول، بیروت، دمشق وغیرہ سے ہوتے ہوئے آئے۔ اس سفر میں عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اکتوبر 1952 میں خرم مراد ڈھاکہ کی جماعت کی مجلس شوریٰ میں چنے گئے۔ پیشہ ورانہ حیثیت سے خود کو منوانے کے بعد دھیرے دھیرے انھوں نے جماعت کے کاموں پر توجہ دینی شروع کی۔ فروری 1963 میں ڈھاکہ شہر کی امارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ اسی سال مشرقی پاکستان کے شعبہ پارلیمانی امور کے انچارج بھی بنائے گئے۔ خرم مراد نے کارکنوں کو کام کی بنیاد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اور جماعت کو عوامی سطح پر متعارف کرانے کے لیے کوششیں شروع کردیں۔ انھوں نے کام کیسے بہتر کیا جائے کے عنوان سے ایک سوالنامہ سارے کارکنوں میں تقسیم کروادیا اور اس کی روشنی میں شوریٰ کے ساتھ مل کر ایک سال کی منصوبہ بندی کر لی۔ وہ جماعت کو تنگ گلی میں واقع چھوٹے سے دفتر سے نکال کر مرکزی شاہراہ پر لے آئے۔ کارکنوں سے براہ راست ربط، ان کی تربیت، دوروزہ تزکیہ کیمپ، اجتماعی نفلی روزے، شب بیداریاں وغیرہ ان کے عمومی کام کی کچھ جھلکیاں ہیں۔ انھوں نے روزگار والوں کے لیے سات دنوں کا ایک جزوقتی پروگرام بھی ترتیب دیا۔ لوگ دن کو اپنے مشاغل سے فارغ ہو کر مغرب میں خرم مراد کے گھر پہنچ جاتے جہاں دیر رات تک پروگرام چلتے۔ 1963 کے اوائل میں ڈھاکہ میں جماعت کے ساٹھ ستر کارکنان تھے، سال کے اخیر تک یہ تعداد ڈھائی سو سے متجاوز ہوگئی۔ آپ کا معمول تھا کہ سال میں دو مرتبہ سارے حلقوں اور یونٹوں کا دورہ کرتے تھے۔ ڈھاکہ میں جماعت کا کام تیزی سے بڑھا ہر مہینے تقریباً سو متفق بننے لگے۔ خرم مراد نے ہی انگریزی اور بنگلہ میں جماعت کا ایک بلیٹن سرچ لائٹ کے عنوان سے نکالا۔ دعوت کو عام کرنے کے لیے خرم مراد نے گھر گھر رابطے کا منصوبہ بنایا جس میں یہ طے پایا کہ ہر تین مہینے میں ایک بار کارکنانِ جماعت جمع ہوں گے؛ صبح سے ظہر تک ایک متعین کالونی میں گھر گھر جا کر لٹریچر پہنچائیں گے، متفق

بنائیں گے اور لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دیں گے۔ اس تجربے سے ایسا ہوا کہ بارہا ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو افراد بطور متفق تحریک سے قریب آئے۔ آپ نے عوامی اور گشتی خطوط کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کاموں کو بانٹنے، تفویض کرنے اور اپنے مامورین پر بھروسہ کرنے والے آدمی تھے۔ اپنے ماتحتوں کو اختیار دینا اور اس کے بعد احتساب لینا ان کی عادت تھی۔ ڈھاکہ میں مدارس کا جال بچھا ہوا تھا، ان طلبۂ مدارس کی طاقت کو منظم کرنے کے لیے انھوں نے جمعیت طلبۂ عربیہ قائم کی۔ آپ صرف پڑھے لکھے اور اونچے طبقے کو نہیں بلکہ سماج کے ہر طبقے کو تحریک سے قریب لانا چاہتے تھے لہٰذا آپ کی ایما پر مزدوروں میں کام شروع کیا گیا۔

6 جنوری 1964 کو سیفٹی ایکٹ کے تحت خرم مراد کو تین ماہ کے لیے گرفتار کرلیا گیا؛ جماعت پر پابندی عائد کردی گئی۔ جیل میں بھی خرم مراد وقت ضائع کرنے کے خلاف تھے۔ انھوں نے جم کر مطالعہ کرنے کا منصوبہ بنایا؛ خصوصاً قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کو اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔ جیل کی اس سہ ماہی فرصت کو عطیۂ ربانی سمجھ کر انھوں نے یہ مدت حفظِ قرآن اور تدبرِ قرآن کے لیے وقف کردی اور ایسی محنت کی کہ اس مدت میں نو پارے حفظ کرڈالے۔ 5 اپریل کو آپ کی رہائی عمل میں آئی۔ کچھ دنوں میں جماعت پر لگی پابندی بھی ختم ہوگئی۔

پاکستان کے خودساختہ صدر جنرل ایوب کے خلاف مشرقی پاکستان میں حزب اختلاف کا ایک متحدہ محاذ بنانے کی سرگرمیاں تیز ہونے لگیں۔ اس ضمن میں خرم مراد نے جماعت اسلامی کی نمائندگی کے فرائض انجام دیے۔

اگست 1966 میں خرم مراد اپنی کمپنی کے چیف انجینئر اور مشرقی پاکستان میں کمپنی کے ذمہ دار بنادیے گئے۔ کمپنی اور ڈھاکہ جماعت کی قیادت کے فرائض انھوں نے کما حقہ ادا کیے۔ کمپنی میں وہ ڈسپلن کا سخت خیال رکھتے اور خود سراپا ڈسپلن تھے۔ وقت سے پہلے آفس پہنچنا ان کا معمول تھا اور ماتحتوں کے لیے وقت کی پابندی کا ایک عملی درس بھی۔ کمپنی کے تئیں ان کی یہ مستعدی اور فرض شناسی ہی تھی کہ جماعت کی مصروفیات کے باعث جب انھوں نے عارضی طور پر کمپنی سے علاحدہ ہونا چاہا تو کمپنی کے ذمہ دار اس بات پر تو تیار ہوگئے کہ خرم مراد انھیں دن میں صرف دو گھنٹے کا وقت دیں اور باقی سارا وقت جماعت کو دے ڈالیں لیکن اس بات پر تیار نہیں ہوئے کہ خرم مراد عارضی طور پر ہی سہی کمپنی کو چھوڑ دیں اور ان کی جگہ کسی اور کو چیف انجینئر اور مشرقی پاکستان میں کمپنی کا انچارج بنایا جائے۔

مغربی پاکستان کے ناعاقبت اندیش سیاسی لیڈروں کی انا اور ناانصافیوں نے مشرقی پاکستان کو علاحدگی کی راہ پر ڈال دیا۔ مشرقی پاکستان کو لے کر خرم مراد کے موقف میں اعتدال نظر آتا ہے، وہ بنگالیوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں پر شاکی تھے اور ان کا واضح موقف تھا کہ بنگالیوں نے تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق بنگلہ دیش کا نعرہ لگایا ہے۔

خرم مراد نے جماعت کے سارے اہم لٹریچر کو 1970 تک بنگلہ زبان میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خود معقول اعزازیے پر مترجمین کی ایک ٹیم تشکیل دی اور اس کام کو آگے بڑھایا۔ 1968 میں بنگلہ ماہنامہ پرتھوی کا اجرا ہوا جو دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ اسی سال آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ فریضۂ حج کے لیے آپ نے اپنی تنخواہ میں سے کچھ رقم ایک مدت سے الگ جمع کرنی شروع کردی تھی تاکہ اسی دن سے کم از کم حج کی نیت کا ثواب ملنے لگے۔

1963 سے لے کر 1970 کی مشرقی پاکستان میں ہونے والی ساری سیاسی اتھل پتھل کا خرم مراد ایک حصہ رہے انھوں نے حالات کو سنبھالا دینے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ پاکستان ایک کے بعد دوسرے جنرل کا شکار بنتا گیا، ایوب کے بعد یحییٰ نے کمان سنبھالی شیخ مجیب الرحمن اور جنرل یحییٰ سبھی سے خرم مراد نے جماعت کے ذمہ داران کے ساتھ مل کر ملاقاتیں کیں لیکن بے سود۔

اس دوران مشرقی پاکستان میں فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوگیا۔ 15 اگست 1969 کو ڈھاکہ جمعیت کے ناظم عبدالمالک کو شہید کردیا گیا۔ یہاں بھی خرم مراد نے جمعیت کے حوصلوں کو قائم رکھنے اور انھیں اشتعال سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی اعلیٰ ظرفی کے ان کے دشمن بھی قائل ہوگئے جب انھوں نے کیس کو کمزور کردینے کے رسک پر، اور باوجود اس کے کہ شکایت کنندگان کے خلاف بھی کارروائی ہوسکتی تھی، ایف آئی آر میں مخالف پارٹی کے ایک ایسے متشدد رکن کا نام ہٹوایا جو قتل کی واردات کے وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ اس نوجوان کو بچانے کے لیے خرم مراد نے اسے اپنے گھر میں پناہ بھی دی۔ اس حسن اخلاق نے اس کمیونسٹ نوجوان اور اس کے کمیونسٹ خاندان پر اچھے اثرات چھوڑے۔ خرم مراد نے بنگالی روزنامے کے لیے تگ ودو 1968 سے شروع کردی تھی اس روزنامے سنگرام کا پہلا شمارہ 17 جنوری 1970 کو منظر عام پر آیا۔

جب 1970 کے انتخابات سر پر آئے تو خرم مراد الیکشن فنڈس کی تقسیم کے ذمہ دار بنائے گئے۔ انتخابات کے لیے انھوں نے ضلعی اجتماعات کا سلسلہ شروع کیا اور تیزی سے مشرقی پاکستان کے

سارے سترہ ضلعوں کا دورہ کیا۔ اس دوران حالات اس قدر خراب ہوئے کہ ڈھاکہ جماعت کے مرکز پر حملے کے آثار بن گئے۔ خرم مراد نے بلاخوف دفتر کے دفاع کا نظم کیا اور مخالف پارٹی کے جلسے کے دن (جس کے بعد حملہ متوقع تھا) مرکز میں کارکنان کا اجتماع بلالیا۔ سبھی لوگ جوش سے سرشار تھے، لیکن کوئی ناخوشگوار صورتحال پیدا نہ ہوئی اور مخالف پارٹی کا جلوس دور سے نکل گیا۔

حالات دن بدن خراب ہوتے چلے گئے، عوامی لیگ نے الیکشن میں زبردست اکثریت حاصل کی۔ ملک تیزی سے تقسیم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خرم مراد اپنے اہل وعیال کو کراچی چھوڑ آئے تاکہ یکسو ہو کر حالات کا سامنا کرسکیں۔ بعد ازاں انھوں نے ڈھاکہ کی امارت سے استعفیٰ دے کر مقامی افراد کو قیادت کے لیے آگے کردیا کہ ان حالات میں یہی دور اندیشی تھی۔ 23,24 مارچ 1971 کو فوجی کارروائی شروع ہوئی۔ لوٹ مار کا دور دورہ ہوگیا۔ فوج کی زیادتیاں ہی کچھ کم نہیں تھیں کہ مکتی باہنی اور دیگر شر پسند عناصر نے آتشزنی اور قتل وغارتگری کا بازار گرم کردیا۔ بنگلہ دیش بن گیا۔ خرم مراد 'جنگی قیدی نمبر 365 سویلین' بنا کر ہندوستان لائے گئے۔ انھیں ایک کمپنی کے پرائیویٹ جیٹ نے ایک چارٹرڈ ہوائی جہاز سے مشرقی پاکستان چھوڑ دینے کی پیشکش کی تھی، لیکن انھوں نے عین فتنے کے اس زمانے میں اپنے ساتھیوں کا ساتھ چھوڑنا گوارا نہ کیا، جنگی قیدی بننا گوارا کرلیا۔ قید میں انھوں نے قرآن ناظرہ ومع ترجمہ پڑھانے کا آغاز کیا۔ قید میں اپنی گرتی صحت اور تعذیب کی وجہ سے انھیں سخت تکالیف کا سامنا تھا۔ بحیثیت ایک شہری ہونے کے جیل انتظامیہ انھیں آفیسرز کوارٹرز میں بھیجنے پر تیار تھی جہاں انھیں علاحدہ کمرہ اور ایک خادم کی سہولتیں بھی مہیا ہوتیں۔ لیکن خرم مراد نے ایسی تکلیف، جس کے ساتھ قرآن کی تعلیم و تعلم ہو، کو تنہائی کے آرام پر ترجیح دی۔ رہائی تک درس وتدریس کا یہ سلسلہ باقاعدگی سے چلتا رہا۔

دنیا کا اسٹیج: 17 دسمبر کو آپ قید سے رہا ہوکر آئے۔ پاکستان پہنچنے پر آپ نے کمپنی کے غیر ملکی پروجیکٹس پر کام کرنے کو ترجیح دی۔ اس سلسلے میں پہلے تہران پھر متحدہ عرب امارات اور پھر سعودی عرب جانا پڑا۔ سعودی عرب میں انھوں نے بیت اللہ کی توسیع کے منصوبے کی تکمیل کی۔ 1977 میں آپ برطانیہ منتقل ہوگئے اور وہاں **دی اسلامک فاؤنڈیشن** (لیسٹر) کے ڈپٹی ڈائرکٹر بنے۔ 1978 میں اس ادارے کے ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوئے اور 1986 تک اس ذمہ داری کو ادا کیا۔ فاؤنڈیشن کے کام کو وسعت دی۔ سمعی و بصری کیسیٹس کی تیاری کے کام کو فروغ دیا، نوجوانوں کو ٹارگٹ بنا کر کتب کی اشاعت کی؛ بین المذاہب شعبے کا آغاز کیا۔ 1979 میں ISNA کے بلاوے

پر امریکہ کا طویل دورہ کیا اور مغرب میں اسلامی کاز کو آگے بڑھانے کے لیے وقیع لائحہ عمل پیش کیا۔
1980 میں آپ نے فاؤنڈیشن سے اسلام اور اسلامی دنیا سے متعلق یورپ سے شائع ہونے والی
کتب کے جائزہ پر مبنی تبصروں کے لیے سہ ماہی مجلہ Muslim World Book Review کا
اجرا کیا۔ اسی سال جماعت نے آپ کو یورپ میں دیگر اسلامی تحریکوں اور تنظیموں سے رابطے کے لیے
نگراں مقرر کیا۔ آپ نے برطانیہ کے پندرہ نوجوانوں کو منتخب کیا اور ان کے لیے یک سالہ تربیتی کورس
ترتیب دیا۔ بعد میں یہ منتخبہ نوجوان مغرب میں اسلامی کاز کے خوب ہی کام آئے۔ 1986 میں آپ
پاکستان لوٹ آئے اور لاہور میں قیام پذیر ہو گئے۔

اکتوبر 1987 میں جماعت اسلامی لاہور کے امیر منتخب ہوئے، دسمبر میں پاکستان کی جماعت اسلامی
کے نائب امیر بنائے گئے۔ امیر جماعت قاضی حسین احمد کے غیر ملکی دوروں کے دوران کئی بار قائم
مقام امیر جماعت کا قلم دان سنبھالا۔ سندھی میں معیاری اور ارزاں داموں میں تحریکی کتب کی ترسیل
واشاعت کے لیے مہران اکیڈمی قائم کی۔ انسٹی ٹیوٹ آف لیڈر شپ اینڈ مینیجمنٹ
ILM قائم کیا تاکہ عام طلبہ کا تعلیمی معیار بہتر ہو۔ 1995 میں منشورات قائم کیا۔ 1990 اور
1993 میں امریکہ علی الترتیب ISNA اور ICNA کی دعوت پر گئے۔ ملیشیا کا دورہ بھی کیا۔
جولائی 1991 سے ترجمان القرآن کی ادارت کا قلمدان سنبھالا اور اخیر تک اس ذمہ داری کو
نبھاتے رہے۔

موئے قلم، سوزِ جگر: ویسے تو خرم مراد علمی وفکری سے زیادہ ایک عملی انسان تھے لیکن اپنی
کتب، مضامین اور تقاریر کی صورت میں انھوں نے ایک معتدبہ تحریری ذخیرہ چھوڑا ہے۔
1956 میں آپ کی سیریز میں کی گئی تقاریر کو سیرت ائمہ اربعہ کے نام سے کتابی شکل دی گئی۔ اسی
سال تحریک اسلامی میں کارکنوں کے باھمی تعلقات بھی چھپی۔ 1963 میں میں نے
جمعیت سے کیا پایا ایک سوالنامے کے جواب میں تحریر فرمائی جو چھپ کر خاصی مقبول ہوئی۔
1965 پہلی قید کے دوران اہلیہ اور بچوں کے نام لکھے گئے خطوط کا مجموعہ لمعات زنداں کے نام سے
چھپا۔ 1981 میں احیائے اسلام اور معلم، علاوہ ازیں انگریزی میں Shariah: The way
of God اور Shariah: The way of Justice چھپی۔ 1983 میں اسلامی قیادت
سیرت رسولؐ کے آئینے میں منظر عام پر آئی۔ 1984 میں انھوں نے رسولؐ کی حیات پر بننے والے

ایک ویڈیو کی اسکرپٹ لکھی۔ اسی سال مولانا مودودی کی تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں کا انگریزی ترجمہ کیا۔ خطبات کا انگریزی ترجمہ 1985 میں کیا، اگلے سال شهادت حق اور اسلام کا نظام حیات کا ترجمہ کیا۔ 1985 میں شاہکار Way to the Quran تصنیف کی جس میں قرآن سے ایک مومن کے قلبی تعلق کو کیسے استوار کیا جائے اس کا اپنے تجربات کی روشنی میں عملی بیان ہے۔ اسی سال ہندوستان میں ایام قید میں اہل وعیال اور رشتہ داروں کو لکھے گئے خطوط جنگی قیدی کے خطوط کے نام سے منظر عام پر آئے۔ 1986 میں انھوں نے اپنے ایک لیکچر کو از خود چند تصویریں سیرت کے البم سے کی صورت میں یکجا کیا۔ سیرت کے مختلف گوشوں کو ابھارتی ہوئی یہ مختصر لیکن جامع کتاب کافی مقبول ہوئی۔ اس کے علاوہ اردو وانگریزی میں ان کے متعدد مقالات، اور تقاریر کا ایک ذخیرہ ہے؛ خود ترجمان القرآن اور مسلم ورلڈ بک ریویو کی ادارت کے زمانے میں، اردو اور انگریزی دونوں میں، ان کے قلم سے کئی شاہکار اداریے، مضامین اور تبصرے نکلے جو ابھی تک تشنۂ ترتیب و تالیف ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں ایک مجموعۂ حدیث کلام نبوی کی صحبت میں شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہوا۔ انتقال کے بعد اہل وعیال کے نام ان کی آخری وصیت اور رفقاء کے اصرار سے مرتب کردہ ان کی سوانح (جسے انھوں نے اوائل زندگی سے سقوط ڈھاکہ تک کیسٹ میں ریکارڈ کرادیا تھا) لمحات کے نام سے شائع ہوئی۔

وصال: خرم مراد نے عدم صحت اور دل کی پیچیدہ بیماریوں میں شروع سے مبتلا رہنے کے باوجود جس طرح اسلام کی ہمہ جہت خدمات انجام دیں اسے دیکھ کر آدمی تعجب اور رشک کے ملے جذبات سے لبریز ہوجاتا ہے۔ انھیں سب سے پہلا ہارٹ اٹیک صرف چونتیس سال کی عمر میں 1966 میں آیا۔ اگلے ہی سال ایک چھوٹا سا اٹیک اور آیا۔ جنوری 1982 میں دل کا پہلا اور جولائی 1985 کو دل کا دوسرا آپریشن ہوا۔ مارچ 1991 میں شوریٰ کے ایک اجلاس میں تقریر کے دوران ہی سخت دورہ پڑا۔ 1995 سے دل کی تکلیف شدید تر ہوگئی اور پھر کبھی انھیں آرام نصیب نہ ہوسکا۔ جنوری 1996 میں آپ علاج کے سلسلے میں لیسسٹر آگئے۔ 18 دسمبر کو ڈاکٹروں نے دل کا تیسرا آپریشن کیا۔ اس آپریشن کے بعد 19 دسمبر 1996 کو آپ کا انتقال ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نصف صدی سے زیادہ اپنی راہ میں دل و جان سے سرگرم رہنے والے اس مزکی و مربی ایکٹوسٹ کو جنت کے اعلیٰ ترین درجات سے نوازے۔ آمین!